IJAER/Sep-Oct -2022/Volume-11/Issue-5 ISSN: 2278-9677
International Journal of Arts & Education Research

انل ٹھکر کی ڈرامہ نگاری

از۔ ڈاکٹر الیاس احمد پٹویگر۔ اسسٹنٹ پروفیسر۔ شعبہء اردو، نہروڈگری کالج، ہبلی ، کرناٹک

انل ٹھکر ریاست کرناٹک کے ایسے مستند فکشن نگار ہیں جنھوں نے فکشن کی تینوں اصناف میں کامیاب تخلیقی تجربے کئے ۔ انل ٹھکر نے فکشن نگاری کا آغاز ڈرامہ نگاری سے کیا ۔ '' خالی خانے '' آپ کا اولین ڈرامہ ہے یہ ایک بابی ڈرامہ ہے جنتا کلاکارسنگھ کے زیر اہتمام ہبلی میں اسٹیج بھی کیا گیا اس کے بعد آپ نے مزید تین ایک بابی ڈرامے ''پردہ اٹھا ئو '''' آپ کیوں روئے'' ، ''خالی خانے'' اور ایک طویل ڈرامہ '' اندھے رشتے '' شائع کیا ۔

ان ڈراموں کو بعد میں کتابی شکل میں شائع کیا ۔آپ کے ڈرامو ں کا پہلا مجموعہ '' خالی خانے '' سن 1982 میں شائع ہوا اس میں چار یک بابی ڈرامے شامل ہیں جبکہ دوسرا ڈرامہ '' اندھے رشتے '' 1986 میں شائع ہوا ۔ ''خالی خانے'' کا پہلا ڈرامہ '' اکھڑے لوگ '' ایک ایسے سرکاری افسر کے گھر کی کہانی ہے جس ملازمت میں ترقی اور دولت کی خاطر اپنی بیوی کی عزت و ناموس کو بھی بھینٹ چڑھا دیتا ہے اس کے بدلے اسے عہدہ دولت و شہرت تو مل جاتی ہے لیکن اسے وہ اصل خوشی اور سکون و طمانیت نہیں ملتا جو گھر کو صحیح معنوں میں گھر بناتے ہیں ہر کوئی ایک دوسرے سے متفرق اکھڑا اکھڑا سا گھٹے گھٹے ماحول میں رہتے ہیںاپنی دنیا میں سکون کی تلاش میں افسر کو سب کچھ مل گیا ہے لیکن رشتون کا تقدس نہیں ملتا ، بیٹے سے نفرت ، بیٹی سے بیزار ، بیوی کی عزت و حرمت کا کوئی احساس نہیں بن بیاہی بیٹی گانجا چرس اور برتھ کنٹرول کے ٹیبلیٹ کی عادی ، بیٹا شراب اور ڈسکو کا رسیا تو بیوی سکون کی تلاش میں نیند کی گولیوں کا سہارا لے ہے ان حالات میں جہاں باپ کو عہدے اور دولت کی خاطر ان کااتنا شدت سے احساس ہے کہ وہ بیوی کو ہمیشہ شک کے دائرے میں رکھے ہوئے ہے بیٹی کو اپنی اولاد ماننے کے لئے تیار نہیں بیٹی سے بیزار اس گھٹتے ماحول میں گھر کا ہر فرد زندگی سے بے زار سکون کی تلاش میں۔لڑکی کی یہ سوچ ڈرامہ کے تہیم کی عکاس ہے کہ وہ اپنے بھائی سے گھر کے ماحول کے حوالے سے کہتی ہے ۔۔

وہیں صرف محسوس کرتی ہوں ۔ صرف محسوس ۔کہ ہم لوگوں کے رشتے اکھڑ چکے ہیں ۔ ''

اس گھر میں ہر کسی کو دوسراچہرہ اجنبی لگتا ہے سچ کہنا تجھے ایسا نہیں لگتا ۔۔؟ تو اپنے آپ کو کٹا کٹا

تنہا محسوس نہیں کرتا ؟ صرف تیرا ہی نہیں ہم سب کا دم گھٹتا ہے اسی لئے تو اس گھر کے ماحول سے

دامن بچاکر ہم سب باہر بھٹکتے ہیں '' (اکھڑے لوگ ۔ خالی خانے ۔ ص 20)

اس گھٹے گھٹے ماحول میں لڑکی چاہتی ہے کہ اسے ممی ڈیڈی ماں باپ بن کر اس کی دیکھ ریکھ کریں وہ اس دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہے ۔

تو نے غور کیا ! ماں ہوتے ہوئے بھی ممی نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ اتنی رات گئے مجھے کار کیوں چاہئے ؟ ''

مجھے کہا ں جانا ہے ؟ کیوں جانا ہے ؟ کاش ۔۔۔کبھی تو وہ ایسا پوچھتی ۔۔۔

بیٹی اور باپ کے پاس صرف سوال ہی سوال ہیں عورت کا کردار کہیں ان سوالوں سے بے نیاز ہے تو کہیں ان سوالوں کے بھنور میں پھنسی تلملا رہی تو کہیں آتش فشاں بن کر پھٹ پڑرہی ہے ان حالات میں شوہر اپنی بیوی کے چال چلن سے بد ظن قدم قدم پر شک کے تیر برساتے ہوئے بیٹا ایسے سوالوں سے فرار یت چاہتا ہے ۔ جب لڑکی سوال کرتی ہے کہ ۔

''۔ ڈیڈی کبھی بھی تجھے سور کا بچہ کہتے ہیں ۔ کیوں ؟

(اکھڑے لوگ ۔ خالی خانے ۔انل ٹھکر 21)

تو گویا لڑکے کی انا پر کاری ضرب لگنے سے برہم ہوجاتا ہے تو لڑکی کہتی ہے ۔۔

ایسا کہہ کر ڈیڈ ی تجھ سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں یا ممی کے منہ پر تھوکتے ہیں ؟ ''

(اکھڑے لوگ ۔ خالی خانے ۔ انل ٹھکر۔ 21)

لڑکا ان سوالوں سے دامن بچانا چاہتا ہے اور ایسے میں وہ سوال کرنے والے کی جان لینے کی ناکام کوشش کرتا ہے ۔ بیٹی اور بیٹا کے اندرونی حالات سے بے نیاز آدمی کو گھر میں اپنی بیوی کے سوا دوسرا کوئی نظر نہیں آتا ہر بار تشکیک آمیز سوال ۔اس کے ذہن میں ایک سوال کہ کونسی گولیاں کھائی جارہی ہیں ۔ نیند کے گولیاں دکھانے کے باوجود شوہر بر تھ کنٹرول گولیوں خالی پاکیٹ کو نکال کر دکھاتے ہوئے کہتا ہے ۔۔

‘‘ کون ہوسکتا ہے تیرے سوا اس گھر میں ان گولیوں کا استعمال کرنے والا۔؟ ’’

(اکھڑے لوگ ۔ خالی خانے ۔ انل ٹھکر -25)

عورت طنز و طعنوں کے ہزار نشتر سہہ کر بھی محض اپنی مدافعت ہی کرنے تک محدود رہتی ہے لیکن دولت بٹورنے کی دھون میں پورا گھر ایک ہی چھت کے نیچے بس کر بھی ریزہ ریزہ زندگی گزاررہاہے ہر ایک فرد اپنی دنیا میں جینے کے لئے مجبور ہوکر بھی انہیں ایک دوسرے کی غیر مطمین زندگی کا دکھ ہے۔ بیوی کو دکھ ہے کہ شوہر دولت و امارات کی ہوس میں نہ صرف اسے عیاش لوگوں کی ہوس کے ہاتھونبیچ دیا بلکہ اس کی عزت و ناموس کے بدلے دولت و عہدے خریدے جس کے سبب بیوی کو اپنے شوہر سے شدید نفرت ہوگئی ہے وہ چاہ کر بھی اسے وہ مقام نہیں دے سکتی جو ہندوستانی معاشرے میں ایک شوہر کا مقام ہوسکتا ہے ۔شوہر دولت و اقتدار کے نشے میں بیوی کو دوسروں کا بستر گرم کرنے کے لئے چھوڑدیا لیکن اس کا ضمیر بھی ہے اسے لگتا ہے کہ اس کا بیٹا اس کا اپنا نہیں بلکہ پرائی اولاد زبردستی اس کے سر تھوپ دی گئی ہے ۔بیٹا ماں باپ کی شفقت اور توجہ کے لئے تڑپ رہا ہے باپ اسے ناجائز اولاد ہونے کا الزام لگا تا ہے اس کے باوجود بھی وہ والدین کی بھلائی چاہتا ہے بہن کو سیدھے راستے پہ لانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اس دولت و حشمت اور اونچی سوسائیٹی فرسودہ خول سے نکل کر زندگی کی کڑویے حقائق کا سامنا کرتے ہوئے پرسکون زندگی کا خواہاں ہے ۔ وہ چاہتا ہے کہ سکون کی تلاش میں دردر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے گھر سے اکھڑے ہوئے ان افراد کے پائوں گھر میں جم جائیں اور خوشیاں لوٹ آئیں ۔ لیکن دولت اور اونچی سوسائیٹی کے بھنور میں تمام افراد خانہ پھنسے ہوئے ہیں کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہے اور اسی بھنور میں ختم بھی ہوجاتا ہیں گویا ایک مرتبہ اکھڑے ہوئے یہ قدم کبھی حقائق کی زمین پر جم نہیں سکے ۔

انل ٹھکر حقیقت پسند ی کے قائل رہے ان کی کہانیاں سوسائیٹی میں رونما واقعات کے تانے بانوں سے تخلیق پاتی ہیں یہ کہانی اسی طرح کی ایک واقع سے جنم لیتی ہے ۔ انل ٹھکر کے گہرے مشاہدے نے ڈرامے میں حقیقت کا رنگ بھر دیا ہے ۔ عنوان کی مناسبت سے ابتداء سے انجام تک ڈرامہ سطوری سطح پو منضبط نظر آتا ہے ۔ کہانی مینکئی منطقی پہلوں بھی ہیں مکالمہ قاری کی فکر کو مہمیز کرتا ہے کہانی کو بڑے فنی چابکدستی کے ساتھ ڈرامے کے قالب میں کچھ اس طرح ڈھالاگیا ہے کہ قاری میں ابتداء سے پیدا ہونے والا تجسس ڈرامے کے انجام تک برقرار رہتا ہے ۔ انل ٹھکر نے مکالموں میں کچھ ایسا فطری رنگ بھر کر قاری کو بھی اسی کا جذباتی ردعمل ظاہر کرنے پر مجبور کردیتے ہیں کہ اس ٹوٹے بکھرے خاندان کی داستان کے سطر سطر سے گزرتے ہوئے قاری کے دل و دماغ پر بھی یاسیت کا تاثیر چھاجاتا ہے ۔

ڈرامے میں کسی بھی کردار سے نفرت نہیں بلکہ ہرایک کردار سے قاری ہمدردی محسوس کرتا ہے شوہر اتنا خود غرض ہے کہ اس کے باوجود دولت کے درمیان اپنی ہی اولاد کو ناجائز قرار دینے والے اس فرد کی ذہنی حالت پر قاری کو رحم آتا ہے ۔بیوی لاچار و مجبور ہے کلب کے قہقہوں میں اپنے غم کو بھلانے کی کوشش میناس کی آنکھوں میں چھپے کرب سے ہمدردی ہے ۔ نیند کی گولیاں بھی اس کرب کو ختم نہیں کر پارہی ہیں تحسین و نشاط کی عادی بیٹی اپنی غلطیوں پر نادم ہے لیکن حالات ہر مرتبہ اسے دلدل میں کھینچ لے جارہے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ اس کے ماں باپ اسے ڈانٹیں پھٹکاریں وہ اسی انتظار میں سسک رہی ہے ۔ بیٹا ماں باپ اور بہن کو سنبھالنے اور انہیں پر سکون دیکھنے کا متمنی ہے لیکن بے بسی ہے قاری کی ہمدردی ان دونوں سے جڑ جاتی ہے اسے ڈرامے کی فنی خوبی بھی کہہ سکتے ہیں ۔

انل ٹھکر چوں کہ تھیٹر کے رموز و نکات سے واقف تھے اس لئے انہوں نے اپنے اس ڈرامے میں ان تمام لوازمات شامل کرلیا ہے ۔ انل ٹھکر اسٹیج کے فن سے پوری طرح واقف تھے ۔ ڈرامہ میں کردار وں کا رسمی تعارف نہیں ہوتا بلکہ آپ مکالمے کچھ اس طرح خلق کرتے ہیں کہ ان سے ہصرف کردار کا تعارف ہوجاتا ہے بلکہ اس کی نفسیاتی کیفیات اور اس کے خدوخال تمام نمایا ہوجاتے ہیں ۔ گویا اس ڈرامہ میں ایک دوسرے سے خون کا رشتہ ہونے کے باوجود چاروں کو احساس ہے کہ ان کے رشتے دولت وثروت کی مصنوی دنیا میں کہیں گم ہو گئے ہیں اور ایک ہی چھت کے نیچے رہ کر بھی کوئی دوسرے کے لئے اجنبی ہے ۔ لڑکی کا یہ مکالمہ ۔۔۔ ہم لوگوں کے رشتے اکھڑچکے ہیں اس گھر میں ہر کسی کو دوسرا چہرہ اجنبی لگتا ہے ۔۔ ڈرامے میں وہ موجودہ رشتوں کی شکست و ریخت کے تاثیر کو پوری طرح ظاہر کرتا ہے ۔ مجموعی اعتبار سے انل ٹھکر کا یہ ڈرامہ سماجی و معاشی اور نفسیاتی سطح پر انسانی جذبات کا عکاس ایک کامیاب ڈرامہ کہہ سکتے ہیں

اندھے رشتے‘‘ انل ٹھکر کا ایک نمائندہ ڈرامہ کہہ سکتے ہیں یہ ڈرامہ 1985 کے آس پاس لکھا گیا اور 1986 کے اوائل ’’ میں کتابی شکل میں موڈرن پبلشنگ ہائوس دہلی سے شائع ہوا ۔ ڈرامے میں جملہ نو مناظر ہیں انل ٹھکر نے کردار ونکے متوازی بڑے چھوٹے دائروں کے نشان سے ان کرداروں کی ڈرامے میں مرکزیت اور اہمیت کو اجاگر کردیا ہے سلمہ ڈرامہ مرکزی کردار ہے دوسرا اہم کردار امی کا ہے اس کے بعد الترتیب حیات ، اندرجیت نوری شہناز رفیق کلیم ، بدرالدین کانچ والا اور مہر ا ڈرامہ کے ضمنی کردار ہیں ۔

انل ٹھکر اپنی تخلیقات کے لئے کہانی اپنے اطراف بکھرے سانس لے رہے معاشرے میں جنم لینے والے واقعات سے منتخب کرتے ہیں اس ڈرامے کا مرکزی خیال بھی ایک ایسے گھرانے کا المناک واقعہ ہے جو چاہنے اور چاہے جانے کے درمیان بنتے بگڑ تے اور بگھر تے رشتوں کی داستان بیان کرتا ہے ۔ ڈرامے کا امتساب میں فاضل ڈرامہ نگار نے ڈرامہ کے مرکزی خیال اور اس ڈرامہ کی وجہ تسمیہ کی طرف اشارہ ہے ۔ آپ ڈرامے کو انسان کے درد کے نام منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں ---

کہانی ’’

مجھ سے ملی

اس نے اپنی زندگی میں

درد سے اتنا ڈٹ کر مقابلے کیا ہے کہ

درد خود گھس گھس کر چھو ٹا ہوگیا ہے ۔

اس گول قطرے جیسا

جو سیب کی کوئی میں موتی بنتا ہے

اور میں درد جب دل میں پیدا ہوتا

گھر انسان بنتا ہے ۔

انسان کے اس درد کے کام

(اندھے رشتے ۔ انل ٹھکر۔ ص 5)

پہلے منظر میں ڈرامہ کا آغاز شام کے وقت دو بے قرار روحوں کی گفتگوسے ہوتا ہے دھند لکے میں سنسان قبرستان پر سایہ فگن سیایہ آسمان پر عید کا چاند نکلا ہوا ہے یہاں وہاں چند تارے ٹمٹمارہے ہیں اس ویران اور دھندلکے ماحول میں ایک ہیولا بیٹھا ہوا ہے چاند کے غروب ہونے کے ساتھ ہی ایک قبر سے عورت کی روح نکل کر اس ہیولے کے پاس بیٹھ جاتی ہے ۔ کتوں کے غرانے کی آ واز وں پر دونوں روحیں تبصرہ کرتے ہوئے اپنی اپنی درماندہ زندگی کی کہانی سناتے ہیں مرد اپنی داستان سناتے سناتے عورت کی کربناک داستان میں اتنا ڈوب جاتا ہے کہ اپنا دکھ درد سب بھول جاتا ہے یہ منظر گویا ڈرامے کے مرکزی خیال اور مرکزی کردار کے تعارف کا ایمائی پس منظر کہہ سکتے ہیں ۔ اس منظر میں عورت کا مکالمہ لفظ لفظ آنے والی کہانی کی طرف اشاریہ ہے ۔ اتساب میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے عورت کے مکالمے اس کا عکس منظر آتے ہیں طول طویل گفتگو کے بعد اس منظر کے آخری جملوں میں مرکزی خیال اور کردار کی نفسیاتی کیفیت اور تعارف بڑے چابکدستی سے کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہے ۔

مرد : کہاں جارہی ہو

عورت : بھٹکنے

مرد : کیوں ؟

عورت : ایک تڑپ ہے جو مجھے چین سے بیٹھنے نہیں دیتی

مرد : کیسی تڑپ ؟

(اندھے رشتے ۔ انل ٹھکر۔ ص 6)

عورت ۔:وہ تڑپ جو نمازی کو پانچ وقت سجدے میں جھکاتی ہے وہ تڑ پ جو آفتاب کے غروب ہونے پر شرابی کو میخانے کی راہ پر موڈ دیتی ہے وہ تڑپ جو روح کو یادوں کا کفن اوڑھ کر بیتی زندگی کے لمحات کی گھٹن کو پھر سے جھیلنے کو آمادہ کرتی ہے ۔

مرد : کیا نام تھا تمہارا ۔؟

عورت : سلمہ ۔۔ جو مجھے روایات سے ملا تھا

مرد : کونسی روایات ؟

عورت : بچے کے پیدا ہونے کے بعد نام رکھنے کی روایت ۔

مرد : اور دوسرا ؟

عورت : نثا ۔ جو ایک تاجر نے بخشا تھا ۔ بیچنے کے لئے

(اندھے رشتے ۔ انل ٹھکر ۔ ص 14)

یادوں کا کفن اوڑھے سلمہ کی یہ روح موت کے بعد بھی تڑ پ رہی ہے بھٹک رہی ہے اور آگے کی داستان اسی تڑپتی بھٹکتی روح کی داستان ہے جو اپنے گھر کو خوشیوں کا گہوارا بنانے اپنے اہل خانہ کو خوش وخرم دیکھنے کے خواب لئے جیتی رہی اور ان خوابوں کی تعبیر کی تلاش میں دوڑتے دوڑتے تھک کر خود کو موت کی آغوش میں لے گئی ۔ مندرجہ بالا مکالمے گویا آنے والے و اقعات اور ڈرامے کے مرکزی خیال کی طرف ایک ایمائی پس منظر کہہ سکتے ہیں اس کے بعد آنے والے تمام آٹھ مناظر گویا فلاش بیگ ہیں جو آگے کی کہانی جانے کے لئے قاری کے تجسس کو مہمیز کرتی ہے ۔

ڈرامے کا مرکزی خیال سماج کے ایک ایسے کنبے کی کہانی ہے جس میں امی کے علاوہ تین بہنیں اور دوبھائی ہیں ۔باپ حالات سے تنگ آکر دوسرا گھر بناکر انہیں بے یارومددگار چھوڑدیتا ہے ماں بڑی محنت سے ان کی پرورش کرتی ہے کلیم بھائی بہنوں میں سب سے بڑا ہے ۔ گھر کی ذمہ داری سنبھالنے کے بجائے نوکری ملتے ہی وہ اپنا گھر بنانے کی فکر میںاسے اپنی جوان بہنوں اور بھائیوں کی کوئی فکر نہیں ہے فکر ہے تو صرف اپنی شادی اور گھر بسانے کی ۔ ان حالات میںسلمہ جو بہنوں میں سب سے بڑی ہے گھر کو سنبھالنے اور دوسری بہنوں کی کفالت کے عزم کے ساتھ اپنی تعلیم کو آدھی ادھوری چھوڑ کر ملازمت سے وابستہ ہوجاتی ہے ۔ سلمہ ہر پریشانی اور تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہے لیکن خالی برتنوں کی آواز کو نہیں اسی لئے جب بھی وہ گھر میں داخل ہوتی ہے اسے صرف ان خالی برتنوں کی آواز سے چڑہے جو ہمیشہ گھر میں امی سے جھگڑے کا سبب بن جاتی ہے ۔امی کو شکایت ہے کہ ہر کوئی ان سے لئے دئے رہتا ہے ۔ امی کی اس شکایت میں انل ٹھکر نے بڑی مہارت کے ساتھ چند ایک کرداروں اور گھر کے عمومی ماحول کا بھی بلواسطہ تعارف شامل کردیا ہے امی گھر کی اس گھٹے گھٹے ماحول کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہین ۔۔

امی : اس گھر میں جسے دیکھو وہ میرے سر پر سوار ہوتا ہے (لوگوں سے مخاطب ہوکر) یہ دوباشت کی ’’

چھوکری بچوں کو پڑھا کر مہینہ دو سو میرے ہاتھ میں کیا اٹکاتی ہے حکم چلاتی ہے مجھ پر ۔۔۔۔ بڑا لڑکا

سرکاری ملازم ہے اس کے دوستوں کا کہنا ہے ۔۔۔ آٹھ سو ہزار تنخواہ ہے اس کی ، مگر ہر پہلی کو وہ میری

ہتھیلی پر رکھ دیتا ہے بس ایک نوٹ سو کا ۔۔۔۔ جیسے اس کی اماں سو کے ایک نوٹ سے پوری دنیا خرید سکتی ہے ۔۔

۔۔۔اور اس ایک نوٹ کے عوض میں چاہتا ہے ۔۔۔۔سکون ناشتے میں انڈا ، کھانے میں گرم گرم پراٹھے ،ہفتے میں

’’ دوبار گوشت ،مہینے میں ایک بار مرغ ۔۔۔ کام کر کے دفتر سے لوٹے تب بھائی بہن پائوں دبائیں یا میں سردبائوں ۔

(اندھے رشتے ۔ انل ٹھکر۔ ص ۔۔ 17)

دوسرا منظر اس گھر کی مجموعی صورت حال کا تعارفی خاکہ ہے جس میں کلیم کے حاجی عبدالغنی کی بڑی بیٹی خورشید کے ساتھ شادی اور علاحدہ گھر بسانے کی خواہش دونوں بہنوں نوری شہناز اور بھائی رفیق کے پڑھائی کی کوشش گھر کا خرچ چلانے کے لئے وہ اپنی پڑھائی کے ساتھ ہی ساتھ ٹیوشن کے ذریعے حاصل دو سو روپئے بھی لاکر ماں کے ہاتھ تھما دیتی ہے جبکہ کلیم آٹھ سو ہزار تنخوا ہ پاکر بھی ماہانہ صرف ایک سو روپئے دیتا ہے ۔ ان تمام مشکلا ت کو سیہہ کر سلمہ چاہتی ہے کہ آگے کی زندگی خوشحال ہوجائے وہ گنجی پی کر اس امید پر گزارا کر لیتی ہے کہ مستقبل اچھا ہوگا ۔۔ سلمہ بظاہر ماں کے ساتھ بدسلوکی کرتی ہے لیکن اندر سے ماں سے ہمدردی ہے نوری بھی اسے تاکید کرتی ہے کہ وہ اپنا رویہ بدلے لیکن سلمہ کہتی ہے کہ ۔۔۔۔

’’میں پتھر کی ہوگئی ہوں نوری ۔۔ ’’

(اندھے رشتے۔ انل ٹھکر ۔۔ ص 21)

نوری کو یہ شکایت کہ سلمہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئی ہے ۔ حیات جو قلم کار ہے کسی نہ کسی طرح وہ سلمہ کو درپیش مسائل کو سلجھانے میں مدد کرناچاہتا ہے کلیم شادی کے بعد اپناالگ گھر بسالیتا ہے ۔ شہناز اپنی دنیا میں مست مگن ہے اسے گھر میں خوشحالی لانے کے لئے سلمہ کی کوششوں کی کوئی پروہ نہیں ہے ۔ سلمہ کے لاکھ منع کرنے کے باوجود اس کا اپنے بھائی کلیم کے گھر آنا جا

بند نہیں ہوا ۔ شہناز سے مایوس سلمہ سوچتی ہے کہ کم از کم رفیق سنجیدگی کے ساتھ پڑھ کر انجنیر نگ میں داخلہ لے اور نوری میڈیکل میں جب نتیجہ کا علان ہوا تو نوری تو اول درجہ میں پاس ہوگئی لیکن رفیق کا نتیجہ تھرڈ کلاس رہا ۔ سلمہ رفیق کے نتیجہ سے انتہائی مایوس ہے ۔ رفیق انجیرینگ کورس میں نہ سہی ڈپلومہ میں داخلے کی سوچتا ہے توشہناز اس حوصلہ شکنی کرتے ہوئے کہتی ہے ---

تو کیا سمجھتا ہے اس سے وہ خوش ہے -- ہرگز نہیں ---- تیرا ڈپلومہ اس کے خوابوں کی پھٹی چادر میں پیوند کے مانند ''
اسے اکھرتا ہے اسی لئے جب جب بھی اسے اس پیوند کا خیال آتا ہے تو وہ تجھ پر اکھڑتی ہے ۔ تجھے حقارت کی نظروں سے دیکھتی ہے -- تجھ پہ طنز کے جملے تھوکتی ہے اور یہ نوری کی بچی جس نے ہمیشہ کسی شریف کی بیوی بن کر اپنے شوہر کے لئے دوچار بچے پیدا کر کے اپنا
'' گھر آباد کرنے کے خواب پالے ہیں وہ اپنی آپا کے کہنے پر ڈاکٹر بننے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگارہی ہے ۔

(اندھے رشتے ۔ انل ٹھکرص-- 55)

رفیق اور نوری کو احساس ہے کہ سلمہ بھلے ڈانٹے دھتکارے حقارت سے دیکھے لیکن وہ ان کی بھلائی چاہتی ہے جبکہ شہناز کو سلمہ کا رویہ ایک آنکھ نہیں بھاتا اور وہ سوچتی ہے کہ سلمہ کو دوسروں کے جذبات کی عزت کرنا نہیں آتا اس لئے اسے سلمہ سے نفرت ہے ۔پھر جب کلیم اپنے ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ماں کے پاس آتا ہے تو شہناز اس کے ساتھ چلی جاتی ہے نوری کتابوں کے لئے علم کی خاطر بڑی آپا کے گھر جو گئی رفیق کی پڑ ھائی میں دلچسپی کم ہونے لگی تھی ۔نوری تو کتاب لینے کے لئے بڑی آپا کے گھر گئی تھی لیکن واپس آئی تو اس نے ہنستے مسکراتے یہ انکشاف کردیا کہ اسے کتاب کی ضرورت نہیں ہے وہ پڑھائی نہیں نوکری کریگی بھائی جان نے سرکاری محکمے میں نوکری ملنے کی خبر بڑی خوشی سے سناتی لیکن سلمہ کے لئے یہ سب سے بڑا ذہنی و جذباتی دھکا تھا وہ بہت رنجیدہ ہوجاتی ہے وہ چاہتی تھی کہ جلد سے جلد کسی اچھی نوکری سے وابستہ ہو کر ان بھائی بہن کو خوب پڑھائے اس کے لئے وہ حیات کے ایک دوست اور فلمی ہدایت کار اندر جیت سے فلموں کے میدان میں قسمت آزمانے کی خواہش ظاہر کرتی ہے ۔ اندرجیت تو اسے منع کرتا ہے لیکن وہ گھر کے سکون کی خاطر دولت چاہتی ہے اوراسی دولت کے لئے ہر طرح کا سمجھوتہ اور قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ جب اندرجیت کہتا ہے کہ '' سمجھوتہ کے معنی جانتی ہو ؟'' تو سلمہ کہتی ہے ۔

''ہمبستری ! کسی کو خوش کرنے کے لئے اس کے ساتھ سونا (پیٹھ پھیر کر) اور میں اس کے لئے تیار ہوں ۔ ''

(اندھے رشتے ۔ انل ٹھکر۔ص 18)

اندرجیت کہتا ہے کہ فلم سازوں کی نظر سلمہ پر نہیں بلکہ اس کے جسم پر ہے تو حیات کہتا ہے کہ کام چاہئے تو دام چکادو ---- اور پھر حنا پسنے کے بعد ہی تو رنگ لاتی ہے ۔-پسنے دو اس کا جسم ، تڑخنے دو اس کی پسلیاں ، چکانے دو کچھ حاصل کرنے کی قیمت اسے تبھی تو اس کے فن میں نکھار آئے گا ۔ سلمہ حالات کے پتھروں پر پسنے اور کچھ حاصل کرنے کی قیمت چکا کر سلمہ سے مشہور فلمی اداکارہ نشا بن گئی ۔اب اس کے پاس دولت شہرت سب کچھ تھا من چاہی چیز حاضر ہوجاتی ۔-کلیم اپنی ضرورتیں پوری کرنے بے دھڑک امی سے ملنے کے بہانے آکر روپیہ بٹورلیتا ۔ رفیق اب وہ رفیق نہیں رہا جو کبھی بہن کی فکر کرتا تھا اب وہ اس کا پرسنل سکریٹری ہے فلموں کے کنٹریکٹ سے لے کر اس کی ضروریات شاپنگ ، گھر کے اخراجات سب کا ذمہ دار یہی ہے اور وہ ان تمام میں اپنی کمیشن مقرر کر کے دولت اکٹھا کرنے میں مگن ہے ۔سلمہ جو ان سب شاطرانہ چالوں سے واقف ہے انجام بنی ان کے حرکتوں اور خود غرضی کو دیکھ کر دل ہی دل میں گڑھتی رہتی ہے سوائے اماں کے اس کے جذبات و احساسات کی کسی کو پروا نہیں ۔اسی لئے ماں کہتی ہے ---

وہ اگر چاہتی تو کب کی شادی کر کے چلی گئی ہوتی ۔عیش کرتی اپنے شوہر کے ساتھ خدانے چاہا تو ایک''

دو بچے بھی ہوتے مگر اس نے ویسا کرنا مناسب نہیں سمجھا ۔ ہر لمحہ فکر کی اس گھر کی ، گھر کے لوگوں کو اوپراٹھا
نے

وہ کیا کیا نہیں سوچتی تمہاری تعلیم کے لئے کیسے کیسے خواب بنتی رہتی ہے تمہارے آنے والے کل کے لئے

''جانے خدا بھی اس سے خفا ہے ایک طرف یہ خواب بنتی ہے تو دوسری طرف وہ ان خوابوں کو ادھڑدیتا ہے ۔

(اندھے رشتے۔ انل ٹھکر ۔ ص۔ 84)

یوں ہر بار ان ٹوٹتے بکھرتے خوابوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر چہرے پر مصنوی مسکان سجائے گھر کو خوشیوں سے سجانے کے لئے جدوجہد کررہی ہے اس کے جذبات سے بے نیاز نوری اپنے دفتر میں ملازم ایک لڑکے سے شادی کی خواہش ظاہر کرتی ہے اسے نوری کے جینے کے ڈھنگ اچھا نہیں لگتا اور سوچتی ہے---

یو پھر میں نے یہ سب -یہ -یہ سب -- میرے جینے کا یہ ڈھنگ -- میں نے کیوں اور ''

'' کس کے لئے اختیار کیا ؟ نوری جب کہتی ہے کہ تم نے سے ہی غلطی کی ہے

(اندھے رشتے ۔ انل ٹھکر۔ ص۔ ۱۱۱)

تو سلمہ کے اندر موجود جذبات کا لاواء ابلنے لگتا ہے وہ کہتی ہے کہ غلطی میں نے کی یا نہیں مینہیں ''

جانتی البتہ اتنا ضرور محسوس کرتی ہوں کہ کہیں کچھ غلط ہے اور وہ غلط مجھ میں ہے مگر مجھ میں کیا غلط ہے ؟

کہاں غلط ہے ؟ میں سمجھ نہیں پارہی شروع سے ہی دیکھتے آرہی ہوں یہاں ہر کسی کو اپنی ضرورتوں کی فکر ہے

'' ہر کوئی بٹورنے کی سازش میں لگا ہوا ہے یہ سب دیکھتے ہوئے سمجھتے ہوئے بھی مینے کچھ نہیںکیا ۔

(اندھے رشتے ۔ انل ٹھکر۔ ص ۔ ۱۱۱)

کیا کیا امیدیں باندھی تھیں تم دونوں کے لئے ۔۔ارمان تھے تمہیں ڈاکٹر بنانے کے رفیق کو انجنیر مگر تم دونوں نے بھی ۔۔تم نے معمولی تنخواہ سے اپنی زندگی کا حق گیا کر کے گھر بسانے کے بات سوچی اور رفیق ۔۔ہونہار اس نے دودھ پیتی کی طرح آنکھیں بند کر کے بھائی بہن کے رشتے کو بھنا بھنا کر لاکھوں بٹورلئے مگر اس کی پیاس ابھی بھی نہیں بجھی اور میرے ارمان بانجھ کے بانجھ رہ گئے ۔ مجھے لگتا اس گھرکے لوگوں کو کچھ بھی دو ہضم ہوجائے گا ۔۔ دھتورا گھول کر پلائو یا ہیرا پیس کر کھلائو ان سے ہضم نہیں ہوسکتی تو ایک ہی چیز ۔۔۔سکھ

سلمہ کو لگتا ہے کہ ارمانوں کے ساتھ سارے جگنو جن کی روشنی مینیہاں تک پہنچی تھی اب کہیں اور ''

چلے گئے ہیں ۔ اس کے سامنے دور دور تک گھنا اندھیرا ہے اور اس اندھیرے میں تمام گھر والے

ہیولی دکھائی دیتے ہیں اسے لگتا ہے کہ وہ اندھے رشتوں کے پیچھے اب تک بھاگ رہی تھی اسے

اندرجیت یاد آتا اس کے باتیں یاد آتی ہیں ۔ تھیٹر کے دنیا کا نومور فنکار جب تھیٹر کے لئے قدری

اور اپنی مفلسی سے تنگ آکر اپنے اصولوں کا گلہ گھونٹ کر سمجھو تہ کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے

تو نشا یعنی سلمہ ایسا کرنے نہیں دیتی ۔ زندگی سے مایوس اسے صرف موت کی باہوں میں سکون

نظر آتا ہے ۔ گھر والوں کے سکھ چین کے خاطر اندھا دھند زندگی کی دوڑ میں مصروف سلمہ اندرجیت

کو اس کے اپنے اصولوں کے ساتھ ڈرامے کی دنیا میں زندہ رہنا کی خاطر ڈرامے کے لئے تھیڑ تعمیر

کے خاطر ساری دولت ٹرسٹ کے حوالے کر کے کہتی ہے کہ تھیٹر کی تعمیر کی دراصل ایک مفلس کی پہلی

'' اور ایک مالدار کی آخری آرزو ۔

(اندھے رشتے۔ انل ٹھکر۔ ص ۔۔ 114)

اسے فلم کی یہ چکاچوند اور ڈرامہ کی حقیقی دنیا کے فرق کا شدت سے احساس ہے اس لئے وہ نہیں چاہتی کہ جس اندھیرے غار میں کودنے سے ایک دن اندر جیت نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی آج وہ اندرجیت کو اسی غار میں کسی بھی صورت میں کودنے دینا نہیں چاہتی ہے ۔ اپنی وصیت میں اندرجیت کو اس ٹرسٹ کا تاعمر مینجنگ ٹرسٹی بنا کر اس کی ماہانہ تنخواہ اور ڈرامے کے پروڈکشن کے اخراجات ٹرسٹ سے ادا کرنے کا انتظام کرتی ہے وہ کہتی ہے ۔۔۔

'' ہر فن کار وں کے نصیب ایک مٹھی جذبات کو چھوڑ کر اور ہے ہی کیا ''

(اندھے رشتے۔ انل ٹھکر۔۔ ص ـــــ 113)

اسے احساس ہے کہ چیخنا اس کے نصیب میں نہیں ہے چیخ کا احساس ہی اس کا مقدر ہے اور اس احساس کو بھی کچل دینا چاہتی ہے تاکہ دوسروں کو اس کا احساس نہ ہو یہی کچھ پانے کچھ کھونے کی جدوجہد ہے جو اسے زہر کا سہارا لے کر موت کی آغوش میں چلے جانے پر مجبور کرتی ہے اور وہ اپنے ارمانوں کے جگنوئوں کی روشنی میں اندھے رشتوں کو تلاشتے ہوئے ماں کی گود میں دم توڑ دیتی ہے ۔

ڈرامہ ابتداء سے انجام تک ایک تسکین کے ساتھ تجسس اور جذباتی رنگ و آہنگ کے سایے میں انجام کی طرف بڑھتا ہے ۔ بقول افتخار امام صدیقی ۔

آپ نے نہ صرف ڈرامہ نگارہیں بلکہ ہدایت کار اور اداکار بھی ہیں گویا تخلیق کا ر ،تخلیق اور ''

عمل تینوں کے امتزاج سے ابھر کر آنے والا ڈرامہ بھرپور ہونا چاہئے اور آپ کے یہاں ڈرامہ

ہر زاویے سے مکمل ہوتا ہے ۔آپ کے یہاں ڈرامہ کا موضوع اس کا پھیلائو یعنیڈرامے کی سبنت

'' یہ سب کچھ اپنے آپ میں بے حد گھتے ہوئے لگتے ہیں

(افتخار امام صدیقی ۔ ماہنامہ شاعر بمبئی ستمبر 1986)

ڈرامہ موضوع کے دائرے میں مکالموں کے فطری بہائو میں بڑی سبک خرامی کے ساتھ سفر طے کرتا ہے ۔ انل ٹھکر نے ڈرامے کو مطالعہ اور اسٹیج دونوں کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر لکھا ہے اس لئے اس میں منتاج تکنیک بھی ہے فلاش بیگ بھی ہے اور دیگر تکنیکی خوبیاں بھی انل ٹھکر چوں کہ فن کار بھی ہیں اس لئے آپ کرداروں کے نفسیاتی پہلوئوں سے بھی بخوبی واقف ہیں اور اسے ڈرامے میں بخوبی ابھارا ہے ۔منظر نگاری اور جذبات نگاری آپ کی تخلیقات کے خصوصا ڈراموں کا خاصہ ہے ۔ بقول افتخار امام صدیقی ۔۔

مجھے آپ کے یہاں جو سب سے اہم خوبی نظر آتی ہے وہ ہی۔' مکالمہ 'کردار اپنے قداور ضرورت ''

کے مطابق مکالمے ادا کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہ نہ ایک لفظ کم نہ ایک زیادہ یہ تناسب توازن

'' جو تخلیقی فضا بندی کرتا ہے وہ قاری سامع اور ناظر تینوں ہی کو یکساں طورپر باندھے رکھتی ہے ۔

(افتخار امام صدیقی ۔۔ ماہنامہ شاعر ۔ ممبئی یکم ستمبر 1982)

دیگر افسانوں ناولوں اور ڈراموں کی طرح اس میںبھی مکالموں کے ذریعے جذبات و احساسات کی فطری عکاسی ملتی ہے ۔جھنجھلاہٹ ، غصہ ، مایوسی ، خوشی و سرمستی ہر انسانی کیفیت کے اظہار سے مکالمے لبریز ہیں اس میں نوجوانوں کا الہڑپن ، بڑوں کی سنجیدگی اور دور اندیشی سب کچھ ہے ۔ سلمہ کی برہمی ہو شہناز کی لاپرواہی یا نوری کی سنجیدگی اور ان سب کی لاتعلقی پر گڑھی ہوئی امی کے جذبات اس مثال ہیں اسی طرح عمر اور تجربے کے علاوہ کردار کی حیثیت و مقامیت کے مطابق مکالمے خلق کئے گئے ہیں سلمہ ،امی،اندرجیت ،حیات ، بدرالدین اور مہرا متنوع و متفرق لہجے اس کی مثال ہیں ۔

ڈرامہ'' اندھے رشتے ''موضوع اور فن کی کسوٹی پر ایک موثر سماجی و معاشرتی خدوخال کا آئینہ کہہ سکتے ہیں جس میں فاضل ڈرامہ نگار نے اپنے خیالات کو زبردستی ٹھوسنے کی بجائے کرداروں کے ذریعے قاری سامع اور ناظر پر گہرا اثر چھوڑتا ہے جو میری ناقص رائے میں خوش آئند بات ہے ۔